JOURNAL OF ACADEMIC RESEARCH FOR HUMANITIES
ISSN 2663-192x

HJRS Link: Journal of Academic Research for Humanities (HEC-Recognized for 2022-2023)
Edition Link: Journal of Academic Research for Humanities, 3(2) April-June 2023

Link of the Paper: https://www.jar.bwo.org.pk/index.php/jarh/article/view/221/version/221

عصر حاضر میں الیکٹرانک میڈیا کے ہماری زندگی پر اثرات: تعلیمات اسلامی کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

EFFECTS OF ELECTRONIC MEDIA ON OUR LIVES IN CONTEMPORARY TIMES: A RESEARCH STUDY IN THE CONTEXT OF ISLAMIC TEACHINGS

Corresponding Author: **Dr. Muhammad Akram Hureri,** Visiting Faculty, the Knowledge International University Riadh Kingdom of Saudi Arabia. E-mail: mahurary@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0602-1278

Co-Author: **Dr. Mazhar Hussain Bhadroo,** Lecturer in Islamic Studies, Khwaja Fareed Engineering University of Information & Technology Rahim Yar Khan, Email: mazharhussainbhadroo.@gmail.com

Paper Information

Citation of the paper:
(APA) Hureri. Muhammad Akram and Bhadroo, Mazhar Hussain, (2023). Effects of Electronic Media on our Lives in Contemporary Times: A Research Study in the Context of Islamic Teachings. Journal of Academic Research for Humanities, 3(2), 118–128.

Subject Areas:
1 Religious Studies
2 Humanities

Timeline of the Paper:
Received on: 09-01-2023
Reviews Completed on: 21-01-2023
Accepted on: 15-05-2023
Online on: 20-05-2023

Recognized:
Published by:
Abstract

There is a natural element of curiosity in humanity, if we examine our daily routine life, we will realize that no matter our life can run without communicating with each other. We try to express what we are feeling and thinking. Communicating our thoughts and feelings to others is called media. The benefit of the common people is intended. Media is the main source of the transformation of knowledge and information, especially electronic media. Nowadays, media is considered the 4th pillar of the state. Media can change the minds of people and promote policies easily in the community. Islam narrated its rules & regulations accordingly and the Holy Prophet PBUH also presented his role model as a preacher that can be helpful for us to understand the media and its importance. This article will investigate the relationship between the media and humanity in the context of Islamic teachings. What are the impacts of electronic media on our lives? In the end, the findings and summary will be concluded.

Keywords: *Islam, Prophet, Electronic Media, Communication, People, Impacts.*

"ہر انسان کے ذہن میں خیالات تصویروں کی شکل میں موجود ہوتے ہیں اور جب ایک شخص کے ذہن کی کوئی تصویر دوسرے شخص کے ذہن کی تصویر سے ہم آہنگ ہوجاتی ہے تو ابلاغ کا عمل مکمل ہوجاتا ہے۔" (مہدی حسن، 1993، ص13)

یہ زبان کا محتاج نہیں بلکہ دو افراد کا ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھ لینا ابلاغ کہلاتا ہے۔ یہ دو سے زیادہ افراد کے درمیان بھی ہو سکتا ہے۔ اطلاعات، نظریات یا معلومات کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ پروفیسر مہدی حسن لکھتے ہیں۔ "دنیا جب سے معرض وجود میں آئی ہے۔ اس وقت سے انسان اپنے احساسات اور خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کے عمل میں مصروف ہے۔(مہدی حسن، 1993، ص15)

ابلاغ کی اقسام:

ابلاغ کیلئے پروفیسر عزیز احمد کے مطابق "ایک شخص کے خیالات دوسرے شخص تک پہنچانا ضروری ہی نہیں بلکہ ان خیالات کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح انسان جب اکیلئے میں کچھ سوچتا ہے۔ اس وقت اپنے آپ سے رابطہ کرنے کے عمل میں مصروف ہوتا ہے۔ اسی رابطے کے عمل کو ابلاغ کہتے ہیں۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان نے تبادلہ خیالات کیلئے ابلاغ کا عمل اختیار کیا۔(عزیز احمد، 1995، ص15)

ابلاغ پس منظر:

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو انسانیت تک اپنے پیغام کے 'ابلاغ' کیلئے ہی مبعوث فرمایا۔ چنانچہ اسلام کو بطور ضابطہ حیات متعارف کروانے کیلئے نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تمام لوگوں تک اس طرح پہنچایا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے جاہلانہ رسم ورواج کو چھوڑ کر ایک نئے اور انقلابی نظریے کو اپنانے کے قابل ہوگئے۔ یہ عظیم کامیابی آپ ﷺ کے موثر ابلاغ کا نتیجہ ہے۔ تبلیغ وابلاغ، اور صحافت سب کا معنی پہنچانا ہے یہ مفہوم خود لفظ رسول کے اندر بھی موجود ہے۔ انبیاء کرام اور رسول اکرم ﷺ کے ذمہ تین طرح کا ابلاغ تھا۔

1۔ مشرقین اور کفار کو حق بات کا ابلاغ کرنا۔

2۔ اسلام قبول کرنے والوں کی اصلاح کیلئے ابلاغ کرنا۔

ابلاغ سے زندگی کی بقا ہے۔ امت مسلمہ کی تو اساس بھی اسی پر ہے۔ انسانیت میں قدرتی طور پر تجسس کا مادہ پایا جاتا ہے اور یہ تجسس ابلاغ کو ممکن بناتا ہے۔ اگر ہم روزمرہ زندگی کا جائزہ لیں تو محسوس ہوگا کہ ایک دوسرے سے بات چیت کئے بغیر ہماری زندگی کا کوئی کاروبار نہیں چل سکتا۔ ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ جو کچھ ہم محسوس کررہے ہیں۔ وہ دوسروں تک پہنچ جائے۔ اپنے خیالات اور احساسات کو دوسروں تک پہنچانے کا نام ابلاغ ہے۔ ابلاغ کے ذریعے دوسروں کو نفع پہنچانا اور انہیں نقصان سے محفوظ کرنا مقصود ہوتا ہے جس سے میڈیا کے ہماری زندگیوں پر بہت سے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ میڈیا اور ابلاغ نبوی مقاصد سے ملتا جلتا تصور دیتا ہے۔ اس مقالہ میں ابلاغ اور انسانیت کے درمیان تعلق کو تفصیل سے تحقیقی انداز سے بیان کرتے ہوئے اس جامع اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ ابلاغ کی نبوی ﷺ تعلیمات کیا ہیں اور کس طرح ابلاغ کا مختلف امور کے ساتھ تعلق ہو سکتا ہے؟ ان سب کا تحقیقی مطالعہ کرتے ہوئے نتائج بھی درج کئے جائیں گے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (القرآن، 3: 20) "بلا شبہ آپ ﷺ کے ذمہ پیغام پہنچانا ہے۔ اور اللہ کریم اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔"

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (القرآن، 5: 67)

"اے اللہ کے رسول ﷺ جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دیجئیے۔"

آپ ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ اس وقت ارشاد فرمائی جب اللہ کریم کی طرف سے قرآن عظیم اور شریعہ محمدیہ کی تکمیل کا اعلان ہوا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ "فيبلغ الشاهد الغائب" (بخاری، 1407ھ، 1741) "موجود لوگ اسے دوسروں تک پہنچادو" حدیث کی روسے گویا ہم جب اپنے خیالات اوراحساسات کو دوسروں تک ہم آہنگ کرتے ہیں تو یہ ابلاغ ہوتا ہے۔

مہدی حسن مشہور صحافی وائر لیمسن کے حوالے سے لکھتے ہیں :

طرف سے انسانیت کی طرف سب سے پہلا ابلاغ تھا۔ جوں جوں انسان علمی سطح پر بلندی حاصل کرتا گیا ابلاغ کا دائرہ کار بڑھتا گیا، شعور و آگاہی سے معیارِ زندگی بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ انسان نے کچھ معاملات میں مختلف جانداروں اور اشیاء سے بھی ابلاغ حاصل کیا۔ ہمارے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کی مثال موجود ہے کہ جب قابیل نے اپنے ہی بھائی ہابیل کے مدمقابل اپنی قربانی بارگاہ خداوندی میں منظور نہ ہونے کی وجہ سے انتقاماً ہابیل کو قتل کر دیا۔ مگر بعد میں اس غلط کام پر سخت پریشان ہوا اپنے بھائی کی مردہ لاش کو اٹھائے گھوم رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک کو دوسرے مردہ کوے کو زمین میں گڑھا کھود کر دفن کر رہا ہے۔ جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ "فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبۡحَثُ فِى الۡاَرۡضِ لِيُرِيَهٗ كَيۡفَ يُوَارِىۡ سَوۡءَةَ اَخِيۡهِ" (القرآن 5: 31)

"پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اسے بتائے کہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔"

یہ وہ ابلاغ تھا جس کے ذریعے سے قابیل کی مشکل حل ہوئی۔ گویا کہ ابلاغ ایسا ہونا چاہیے جس سے انسانیت کی فلاح ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور مبارک میں بھی جانوروں کے ذریعے ابلاغ کا طریقہ عام تھا۔ باقاعدہ پرندے قاصد کا کام کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ نمل کی آیات 20 تا 28 میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہُدہُد کا مکالمہ ذکر کیا گیا ہے۔ (القرآن 27: 20 تا 28)

اس مکالمے سے واضح ہوتا ہے کہ ہُدہُد کے ذریعے جو ابلاغ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہنچا اور پھر اس کا جواب ملکہ بلقیس تک گیا اور ملکہ بلقیس سے تحفے تحائف کا دربار سلیمانی میں آنا ایک موثر ابلاغ کا ثبوت ہے اور پھر اسطرح اس وقت کے مطابق رائج ابلاغی ذریعہ کو متعبر مانتے ہوئے ملکہ بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکمران تسلیم کر کے زیر نگین ہو کر حاضر خدمت ہونا ابلاغی تاریخ کی قرآنی دلیل ہے۔ یہ دلیل اس بات کی متقاضی ہے کہ آج میڈیا کو معتبر اور قابل اعتماد ہونا چاہیے۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ سفر کرتے ہوئے چونٹیوں کی وادی سے گزران کے دوران سنا کہ ایک چونٹیوں کو

3۔ تمام انسانیت کو رنگ و نسل اور قومیت سے بالاتر ہو کر ابلاغ حق کرنا۔

یوں انبیاء و رسل اور حضور اکرم ﷺ کی پوری زندگی دعوت و اصلاح اور ابلاغ ہی میں بسر ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں ابلاغ کی یہ صورتحال نہ تھی جو کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں اور نہ ان جدید ذرائع ابلاغ کا تصور تھا۔ تاہم جو ابلاغ اس دور میں ہوا وہ صحافت کی اعلیٰ ترین چوٹی ہے۔

نیازی صاحب نبوی ﷺ دور کے ابلاغ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "قرآنی دعوت کو جاری و ساری رکھنے کیلئے خط و کتابت کا سلسلہ ایک لازمی تقاضا تھا۔ چنانچہ عربی زبان کی غیر معمولی خداداد وسعتیں اور منطقی صلاحتیں ان فیصلوں سے آشکار ہونے لگیں جنہیں حضرت علیؓ حضرت عمرؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابی بن لعبؓ اور معاذ ابن جبلؓ نے صادر فرمایا۔" (نیازی، 1995، ص 106-105)

آپ ﷺ کے آخری نبی ﷺ ہونے کے ناطے ابلاغ کا سلسلہ رسول اکرم ﷺ کے تربیت میں آنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور امت محمدیہ کے اہل علم افراد کے ذمہ ہے۔ جنہوں نے اسو نبی ﷺ سے ایک ایک بات کو سیکھا، اس پر عمل کیا اور پھر اپنے قول و عمل کے ذریعے نسل در نسل منتقل فرمایا کہ ہم تک اسوہ نبی ﷺ کے نقوش نمایاں ہو گئے۔ یہ فقط ابلاغ کے اس روایتی طریقے سے ہی ممکن ہوا جو اس دور میں میسر تھا۔ آج ہمارا فرض ہے کہ ابلاغ کے نبوی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید ذرائع ابلاغ بالخصوص الیکٹرانک میڈیا میں اپنی ذمہ داریاں اس طرح سرانجام دیں کہ قرآنی ابلاغ کے تمام تر تقاضے پورے ہو سکیں۔

کلام اللہ سے ابلاغی پس منظر:

ابلاغ کا سلسلہ کائنات میں انسانی تخلیق کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ اللہ کریم نے سب سے پہلے انسان، سیدنا آدمؑ کو پیدا فرمایا تو اسے دیگر مخلوقات پر برتری دینے کیلئے چند اشیاء کے نام سکھلائے تو یہ اللہ تعالی کی

ہے۔یہی وہ پیغام ہے جس نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔" (عباس اختر، دسمبر 1999ء، ص07)

ابلاغ خیر اور بھلائی کا کام ہے۔ جس عام لوگوں کا فائدہ مقصود ہے۔ اور ابلاغ سے وابستہ لوگوں کو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایسے افراد کے بارے میں فرمایا کہ "خیر الناس من ینفع الناس" (الہندی، س ن، ج8، ص 201) "بہترین وہ ہے جو دوسروں کیلئے نفع بخش ہو۔"

سیرت النبی ﷺ کی اہمیت ہر دور میں بہت زیادہ رہی ہے مگر عصر حاضر میں اسوہ رسول ﷺ کے پیغام کی اہمیت بہت مسلمان اتباع رسول ﷺ سے منہ موڑ کر شیطان کی پیروی کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا حکم سنایا کہ "ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً" (القرآن 2: 208) "کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔"

سیرت رسول ﷺ کے مطابق آپ ﷺ نے رقص وسرور کے آلات توڑ دیئے مگر آج کا ابلاغ اور نوجوان موسیقی کو روح کی غذا اور ترقی کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ اس نااتفاقی کی وجہ سے عالم اسلام مشکلات سے دوچار ہے اور جسد واحد کے تمام اعضاء بکھرے پڑے ہیں۔ یہ تمام پریشانیاں سنت نبوی ﷺ سے دوری کا نتیجہ ہیں اس وقت حالات یہ ہے کہ انسان نے اپنے نفس کو مسخر کئے بغیر تسخیر کائنات شروع کر دی ہے۔

"حضور ﷺ کا یہ معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے انسان کو اندر اور باہر سے بدل ڈالا، وحشیوں کو متمدن کر دیا، جاہلوں کو معلم، گمراہوں کو راہبر، راہزنوں کو راہنما، چرواہوں کو حکمران، عیاشوں کو پاکباز اور بیزاروں کو باخدا بنا دیا غلاموں کو آقائی کے آداب سکھائے مگر دور جدید جسے سائنسی ارتقاء پر ایٹمی اور خلائی دور کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کے انداز وہی ہیں جو جاہلیت کے دور کے تھے بلکہ اگر کہا جائے کہ یہ دور اپنی تمام تر علمی رفعت کے باوجود انسانی تذلیل، اخلاقی پستی اور دوسروں پر غلبہ پانے کے قیصرانہ اور کسروی خواہشات کی بناء پر دور جاہلیت پر سبقت لے گیا ہے تو یہ کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔" (عباس اختر، دسمبر 1999ء، ص07)

مطلع کر رہی تھی کہ اپنی اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ کہیں غفلت اور لاشعوری میں تمہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر کچل نہ دیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام چونٹی کی بات سن کر مسکرا دیئے۔ "فتبسم ضاحکا من قولھا" (القرآن 27: 19) "اس کی بات پر مسکرانے لگے"۔

جانوروں میں بھی خطرات سے آگاہ کرنے کیلئے کس قدر موثر ابلاغ ہے۔ گویا کہ ابلاغ ایسا ہو جو قوم کو بروقت خطرات سے آگاہی دے۔

سیرۃ النبی ﷺ اور ابلاغ:

اللہ کریم کی جانب سے وقت کے انبیاء ورسل کو ابلاغ کی ذمہ داری سونپی گئی۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد یہ ذمہ داری پوری امت پر عائد ہو گی اور حضور ﷺ کی امت دوسری امتوں پر باعث فضیلت بھی اسی ابلاغ کی وجہ سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (القرآن 3: 110) "تم ایک بہترین امت ہو جیسے دوسروں کیلئے وجود میں لایا گیا۔ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہو۔"

امت محمدیہ ﷺ کی وجہ فضیلت احکام الٰہی کا ابلاغ ہے۔ اعلیٰ وارفع امت کی فضیلت کا اعزاز برقرار رکھنے کیلئے ہمیں ابلاغ کو اپنانا پڑے گا اور یہی ابلاغ ہے جس کو دلیل بناتے ہوئے ہم صحافت کو پروان چڑھاتے ہیں۔ امر بالمعروف ونہی عنکر المنکر کا ابلاغ انبیاء کرام علیہ السلام نے اپنے رب کی جانب سے مشن کے طور پر اپنایا۔

"آج کے انسان کو ذہنی سکون، قلبی اطمینان اور روحانی آسودگی کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے اس کے حصول کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ سیرت پاک ﷺ پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ انسان کامل ہونے کے ساتھ ساتھ ہادی کامل بھی ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ رسول کریم ﷺ عالمگی نبی ہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ کا پیغام بھی تمام کائنات کیلئے ہے۔ جو تمام ادوارے کے اقوام ہائے افراد کیلئے بہترین اسوہ حسنہ

شخص کیلئے فرار ممکن نہیں ہوتا۔ آج کا سیاست دان سب سے زیادہ اس کا شکار ہے۔

الیکٹرانک میڈیا کے معاشرتی زندگی پر اثرات:

ابلاغ کا یہ وہ تصور ہے جو کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دیا ہے۔ اسلامی معاشرے میں نیکی، طہارت و پاکیزگی، تقدس، احترام اور خیر خواہی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ سیرۃ النبی ﷺ کے پیش کردہ ابلاغ کی اہمیت کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کے ذریعے سے قلب و ذہن میں اعمال صالح، شائستہ بات، کامیابی کے راستے کا حصول، خیر خواہی اور فلاح کا جذبہ اور تصور پنپتا ہے۔ ابلاغ سے انسانیت کی فلاح اور خیر خواہی ہونی چاہیے۔ گناہ، ظلم، برائی، جرم اور غیر شرعی افعال کے خاتمے اور روک تھام کیلئے الیکٹرانک میڈیا کا مثبت کردار ہونا چاہیے۔ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (القرآن 3: 104)

اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں ضابطہ اخلاق کی عمل انگیزی صحافت بالخصوص الیکٹرانک میڈیا کو انسانی فلاح و بہود، معاشرتی امن و خوشحالی اور دنیاوی واخروی ترقی کے لئے مثالی ابلاغی اصول اور طریقے مہیا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کے احکامات کی روشنی میں بنیادی اصول اور ضابطہ اخلاق کو سامنے رکھتے ہوئے الیکٹرانک میڈیا کے دائرہ کار کا مختصر مگر جامع تحقیقی مطالعہ کرتے ہوئے جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

دین اسلام قیامت تک کے آنے والوں کیلئے ایک عالمگیر آفاقی دین ہے۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات ہماری کامیابی کا ذریعہ بنتے رہے ہیں۔ اسلام محض چند عبادات کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل "کوڈ آف لائف" ہے۔ جس میں ادنی درجہ کے مسئلے کو بھی کما حقہ پذیرائی حاصل ہے۔ زندگی کے تمام مسائل کو اسلام نے تفصیل سے بیان کیا ہے تاکہ زندگی کی کسی بھی سطح پر کسی بھی بات کے متعلقہ کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔

آزادی اظہار رائے:

اب ہمیں چاہیے کہ جدید دور میں الیکٹرانک میڈیا کی فحاشی کا رخ موڑ کر سنت نبوی ﷺ کے امور کو حیات انسان میں راسخ کریں اور اتباع سنت سے انسان کے قلب ذہن کی تطہیر کریں تاکہ اسلامی معاشرہ حقیقی اسلامی معاشرہ کہلانے کا مستحق ہو اور جس طرح حضور ﷺ نے انسانوں کے ظاہر اور باطن کو ایک کیا آج ہم میں سے کوئی اس سنت پر عمل پیرا ہو کیونکہ دور حاضر کی تمام بیماریوں کا علاج سیرت طیبہ میں مضمر ہے اور اس معاملے میں الیکٹرانک میڈیا بہترین کردار ادا کر سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ابلاغ کے بارے میں فرمایا کہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (القرآن 09: 33)

الیکٹرانک میڈیا ابلاغ کا عروج:

انسان غاروں سے نکل کر قبیلوں میں بٹ گئے پھر تجارت کا سلسلہ شروع ہوا۔ تجارتی قافلوں کے سفر نے تجسس کے جذبے کو اور تیز کر دیا جس کے نتیجے میں اخبار نویسی نے جنم لیا۔ اخبارات کا تذکرہ جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوئم میں ملتا ہے۔ جنگی ماحول اور تجسس کو اخبارات کے ذریعے بنانے اور توڑنے کیلئے استعمال کیا گیا۔

نیازی صاحب لکھتے ہیں کہ "جہاں تک اخبارات کا تعلق ہے شروع شروع میں پارچات پر لکھائی کی جاتی تھی۔ پہلی کتاب حضرت عیسیٰ کے چار سو سال بعد شائع ہوئی۔ انسان نہ صرف تصاویر بنا کر ایک دوسرے پیغام رسانی کرتا تھا۔ 1440ء میں گیوئن میرگ نے پرنٹنگ پریس ایجاد کی وجہ سے اخبارات کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا"۔ (نیازی، 1995، ص39)

الیکٹرانک میڈیا نے قرآن کے عقیدے کے صداقت کو ثابت کیا ہے کہ قیامت کے دن جب انسان کسی گناہ کے کام سے انکار کرے گا تو اس کے وہ اعضاء بول کے بتائیں گے۔ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم (القرآن 36: 65)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا الیکٹرانک میڈیا ہماری ہی پرانی ایکٹنگ اور گفتگو کسی لمحے کی تاخیر کے ہمارے سامنے رکھ دیتا ہے۔ جس سے متاثرہ

میدان صحافت میں آزادی اظہار رائے کا مسئلہ عموماً زیر بحث رہتا ہے۔ اظہار رائے کی آزادی کا مسئلہ چاہے جسمانی ہو یا ذہنی لحاظ سے ہو، زبانی گفتگو سے ہو یا صفحہ قرطاس کی تحریر کے لحاظ سے ہو۔ ہر دور میں یہ زیر بحث رہا اور اس کی حمایت میں آواز بلند کی جاتی رہی ہے۔ سیرت رسول ﷺ سے ہمیں بہت سارے واقعات ملتے ہیں۔ جن میں صحابہ کرامؓ رسول مکرم ﷺ کے سامنے اپنی رائے کا کھل کر اظہار فرمایا کرتے تھے اور آنحضرت بھی ان کی رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ علامہ شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ میں لکھتے ہیں کہ: "جنگ بدر کیلئے رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ ٹھہرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ صحابی رسول حضرت خبابؓ نے رسول اللہ سے پوچھا کہ یہ اللہ کا حکم ہے کہ ہم اس جگہ پڑاؤ ڈالیں یا اے اللہ کے نبی ﷺ آپ ﷺ کی ذاتی رائے ہے۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری ذاتی رائے ہے۔ حضرت خبابؓ نے عرض کیا کہ پھر میری رائے یہ ہے کہ ہم یہاں پڑاؤ نہ کریں بلکہ ہم دشمن کے قریب کنویں پر قبضہ کر لیں اور پیچھے والے تمام کنویں بند کر دیں۔ اس طرح جنگ کے دوران ہمیں پانی کی سہولت میسر ہو گی جبکہ دشمن اس سے محروم رہے گا۔ آپ ﷺ نے حضرت خبابؓ کی رائے کو بہتر سمجھا اور اس پر عمل کیا۔" (مبارکپوری، ط سوئم، ص:89-288)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نبی ﷺ کے سامنے بھی اپنی رائے کا اظہار کھل کر کرتے تھے اور اس پر قدغن نہیں لگائی گئی البتہ اس چیز کو سخت ناپسند کیا گیا کہ آپ ﷺ کے فیصلہ فرما دینے کے بعد کوئی اپنی رائے قائم کرے۔ جبکہ آزادی اظہار رائے کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی۔

دوسری مثال جنگ خندق کھودنے کی رائے سیدنا سلیمان فارسیؓ نے دی اور آپ ﷺ نے اس مشکل رائے پر عمل کیا۔ (مبارکپوری، ط سوئم، ص:11-410) جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں مختلف آراء کی روشنی میں آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے پسندیدہ قرار دیتے ہوئے فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم جاری کیا۔ (مبارکپوری، ط سوئم، ص:313)

اظہار خیال بہترین جہاد:

اللہ کریم نے ہر مسلمان مرد و عورت کو آزادی اظہار کی نعمت سے نوازا ہوا ہے اور اسلام میں آزادی اظہار کو بہترین جہاد سے تعبیر کیا گیا۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "افضل الجہاد الکلمۃ الحق عند سلطان جابر" (ترمذی، 1998، ح 217) "بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے سچ اور حق بات کا اظہار کرنا ہے۔"

آپ ﷺ اس اظہار حق کے آزادانہ فلسفے کے داعی تھے۔ آپ ﷺ کا یہ عمل کوہ صفا سے لیکر مکمل مکی زندگی پر محیط جہاں آپ کو دنیا کی بہترین پیشکش کی گئی مگر آپ ﷺ نے آزادی اظہار حق کی آواز کو دبانے کیلئے کسی بھی پیشکش کو نہ قبول کیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی آزادی اظہار حق میں کوئی ملامت قبول نہ کی بلکہ برملا اس کا اظہار کیا۔ اس کی عملی مشق بھی دربار امیر المومنین کے دور میں دیکھی گئی جو کہ عالم انسانیت کی دیگر اقوام کی حکومتوں کیلئے روشن دلیل اور مثالی اقدام ہے۔ اسی آزادی رائے کے نتیجہ میں ایک خاتون کا واقعہ ملتا ہے کہ: "حضرت عمر فاروقؓ کے دربار سے حکم صادر ہوتا ہے کہ عورتوں کا حق مہر کم ہونا چاہیے۔ ایک خاتون صحابیہؓ نے خلیفہ الرسول کے اس فیصلہ کو چیلنج کیا اور دریافت کیا۔ اے عمر! آپ کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ عورتوں کے حقوق میں کمی کرو۔ جبکہ اللہ کریم کا حکم یہ ہے کہ اگر تم ایک بڑا خزانہ بھی حق مہر دے چکے ہو تو اسے واپس نہ لو۔ حضرت عمر فاروقؓ خاتون صحابیہ کے اس اظہار رائے سے بے حد متاثر ہوئے اور اپنے فیصلے سے خاتون صحابیہ کی رائے کو فوقیت دی جو کہ قرآن عظیم کی رو سے درست تھی۔" (ترمذی، 1114ح، 1998)

غیر جانبدار رویہ:

خبروں کی غیر جانبدارانہ انداز میں پیشکش خبروں کی صحت کی دلیل ہے۔ صحافت معاشرے کے افراد کیلئے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتی

وہ پرنٹ میڈیا سے ہو یا الیکٹرانک میڈیا سے جو خبر کو شائع کرنے سے قبل خوب جانچ پرکھ کر لیتے ہیں۔ جھوٹی خبریں ٹی وی چینلز کی اعتباریت ختم کرنے کیلئے کافی ہیں۔

تحفظ عزت:

ایسے افعال ، اقوال واعمال ہیں جن کا تعلق افراد کی اپنی ذات سے ہوتا ہے ایک فرد اپنے خاص دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کے مطابق افعال واعمال کو سرانجام دینے کا مجاز ہے۔ کسی بھی فرد کو ذاتی معاملات میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں۔ ہر ملک اپنے باشندوں کو بھی یہ حق دینے کا مجاز ہے.

جس کسی معتبر ذرائع سے اطلاع یا خبر آئے کہ فلاں گھر میں غیر قانونی غلط کام ہو رہا ہے تو ایسی ہنگامی صورت میں استثنا حاصل ہے۔ اسلام نے ذاتی تحفظ کی بناپر ہی کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے سے منع فرمایا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (القرآن24: 27) ”اے ایما ن والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔ جب تک کہ گھر والوں کی رضامندی حاصل نہ کرلو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ شاید کہ تم نصیحت حاصل کرلو۔“

جن گھروں میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے دراصل ان کی ذاتی زندگی کو تحفظ دینے کی بناپر یہ اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور جن گھروں میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی ہے ان میں دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی مقصود نہیں بلکہ فوائد کا حصول ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ (القرآن 24 : 29) ”تمہارے لئے کوئی حرج والی بات نہیں ہے کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جہاں کسی کی رہائش نہ ہو اور جن میں تمہارے لئے فائدے کی کوئی چیز ہو۔“

تمسخر اور مذاق:

ہماری عصر حاضر کی صحافت اور ذرائع ابلاغ نجی زندگی کے تحفظ کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ بلکہ ایسی خبریں مرچ مصالحہ لگا کر پیش کی جاتی ہیں

ہے۔ بعینہ جس طرح مومن کو ایک مبلغ کے طور پر دوسرے مسلمان کیلئے آئینہ قرار دیا گیا ہے۔ اور آئینہ قرار دیا گیا ہے اور آئینہ کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ جو چیز جس طرح دیکھے اس کو بغیر کسی افراط و تفریط کے غیر جانبدارانہ طریقے سے پیش کردے اور اسکا انداز بھی آئینہ کی مانند ہو کہ معاشرے میں چرچا نہ ہو بلکہ جن کی بات ہے اور جسطرح اسی طرح بیان ہو۔ جس طرح واقع وقوع پذیر ہوا ہے اسے اسی انداز میں عوام تک پہنچا دیا جائے۔ میڈیا ذاتی آراء یا کسی بھی قسم کے تعصب کو جگہ نہ دے۔

اسلام میں کسی بھی قسم کے مواد کی اشاعت کے سلسلہ میں سچائی، حقائق کی درستگی، بیانگی معروضیت اور الفاظ وآراء کی غیر جانبداریت پر زور دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا"(القرآن 33: 7) ”اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو! سیدھی اور سچی بات کیا کرو۔“

اسی طرح خبروں کی سچا اور جھوٹا ہونے کے سلسلہ میں جو کاوش کی جاتی ہے تحقیق کہلاتی ہے۔ اللہ کریم نے کوئی بھی بات دوسروں تک منتقل کرنے سے قبل تحقیق کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَــهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (القرآن49: 6) ”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور اپنے کیے پر پچھتاتے رہو۔“

آج کل جس طرح کا انداز بعض اوقات اپنا لیا جاتا ہے کہ خبر کو سیاق وسباق سے ہٹا کر پیش کرتے ہوئے اس کے مفہوم کو بدل دیا جاتا ہے جس کے کئی ایک مقاصد ہو سکتے ہیں ایسے صحافتی اداروں اور صحافیوں کیلئے اللہ کریم سورۃ نساء میں فرماتے ہیں۔ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (القرآن4: 466) ”یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو الفاظ وجملوں کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں۔“

خبروں، اطلاعات میں سچائی، حقائق، معروضیت اور تحقیق کے پہلو کو مد نظر رکھا جائے۔ معاشرے میں صحافتی اداروں کی ساکھ بنتی ہے چاہے

اس پر پردہ پوشی کرو۔ نہ کہ اسے لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہو اور تجسس کرکے عیب تلاش کرو۔"(یوسف،2008،ص1460)

تجسس کا مفہوم واضح کرنے کے بعد صحافت سے متعلقہ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے خیال میں آزادی کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ سب کچھ جائز ہے۔ لکھتے ہیں کہ:"اسلام نے بھی تجسس سے روک کر حریت اور آزادی کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اسوقت تک جب تک وہ کھلے عام بے حیائی کا ارتقاب نہ کریں یا جب تک دوسروں کیلئے ایذاء کا باعث نہ ہو۔ مغرب نے مطلق آزادی کا درس دے کر لوگوں کو فساد عامہ کی اجازت دے دی ہے۔ جس سے معاشرے کا تمام امن وسکون برباد ہو گیا ہے " (یوسف،2008،ص1460)

انسان تجسس کے ذریعے دوسروں کے عیب تلاش کرتا ہے اور پھر جو عیب اور کمزوریاں اس کے علم میں آتی ہیں انہیں مزے لے لے کر دوسروں کو سناتا ہے اور اس طرح متعلقہ شخص کی بدنامی اور رسوائی کا باعث بنتا ہے۔ اور آج ہمارے کچھ چینلز اپنی جھوٹی ساکھ اور ریٹنگ بنانے کیلئے ایسی بساکھیوں کا سہارا لیتے ہیں جس سے انکی شہرت ہو اور ان کا چینل جلد از جلد ترقی کرے۔ جہاں تک مثبت تجسس کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں قرآن پاک میں ہمیں احکامات ملتے ہیں۔

اسی طرح سورۃ روم میں اللہ کریم فرماتے ہیں کہ قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلُ (القرآن30: 42) "اے نبی ﷺ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ زمین کی سیر کریں اور دیکھیں کہ اللہ کریم کے ساتھ شرک کرنے والے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا۔"

جب کہ آج ہمارے اکثر ٹی وی چینلز رب کریم کی توحید کو تو بیان ہی نہیں کرنا چاہتی بلکہ ہمارا الیکٹرانک میڈیا فقط وہی مواد نشر کرنا چاہتا ہے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگ اتفاق کریں اور یہ نظریہ خلاف فطرت ہے۔ یعنی لوگ اگر برائی کو چاہتے ہیں تو میڈیا یا برائی کے پھیلاؤ میں معاون ہو گا؟ جی ہاں ایسے ہی ہو رہا ہے۔ جبکہ صحافی مبلغ کے ہم مثل ہوتا ہے اور مبلغ کا کام اصلاح اور بھلائی کو پھیلانا مقصود ہوتا ہے نہ کہ لوگوں کی من پسند کے پروگرام کو پھیلانا محور مرکز ہوتا ہے۔

جن سے زرد صحافت کو فروغ ملتا ہے اور دوسرے افراد کی زندگی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اغواء کے معاملات اور سیکنڈلز کی اشاعت، افراد کی نجی معاملات کو اچھالنا قابل فخر سمجھا جاتا ہے جیسے جسطرح" ہم سب امید سے ہیں" جیسے پروگرامز نے ایک نیا ٹرینڈ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید الیکٹرانک میڈیا تمام اخلاقیات سے بالاتر ادارہ ہے۔ اس انداز سے رسول کریم ﷺ پر نازل ہونے والی تعلیمات ہمیں منع فرماتی ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡهُمۡ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡهُنَّ (القرآن49: 11)

"اے ایمان والو! جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔"

منفی تجسس کرنا:

دوسروں کے معمولات، معاملات اور واقعات کا پتہ لگانے میں ہمہ تن مصروف عمل رہنا تجسس کرنا اور ٹوہ لگانا کہلاتا ہے۔ دوسروں کے بارے میں معلومات کا اکھٹا کرنا اپنے اندر مثبت اور منفی ہر دو طرح کے امکانات رکھتا ہے۔ مثبت تجسس یہ ہو سکتا ہے کہ اچھے معاملات اور واقعات کا ٹوہ لگانا یا کسی کی سیرت کے بارے میں معلومات حاصل کرکے پھر اصلاح کی کوشش کرنا اور منفی تجسس سے مراد جن لوگوں کے بارے میں معلومات اکھٹی کی جاتی ہیں۔ پھر وہ معلومات عامہ نشر کرنا لوگوں اور معاشرے کے افراد کیلئے مضر اور نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا (القرآن، 49: 12) "اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو کیونکہ بدگمانی گناہ ہے اور ایک دوسرے کے بارے میں ٹوہ مت لگاؤ۔"

صلاح الدین یوسف اپنے تفسیری حواشی میں لکھتے ہیں کہ:"اس ٹوہ میں رہنا کہ کوئی خاص عیب معلوم ہو جائے تاکہ اسے بدنام کیا جائے یہ تجسس ہے جو منع ہے اور حدیث میں بھی اس سے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ اگر کوئی خامی اور کوتاہی تمہارے علم میں آجائے تو

انسداد میں کیا کردار ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ (القرآن 02: 205) "اللہ کریم فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔" میڈیا کے ذریعے یا کسی بھی ابلاغی ذرائع سے دینی معاملات میں گروہ بندیوں کو پروان چڑھانے والے، امن وامان مداخلت کو فروغ دینے والے اور زمین پر فساد کرنے والے اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ ان کی اس حرکت کی وجہ سے اللہ کریم اور رسول ﷺ ان کو پسند نہیں فرماتے۔ فتنہ پردازی کی یہ گندی عادت معاشرتی نظام سے لے کر ملکی نظام تک سسٹم کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ جبکہ اللہ کریم نے کئی مقامات پر فتنہ فساد سے منع فرماتے ہوئے بنی نوع انسانیت کو اس سے بچنے کا حل بھی تجویز کیا ہے۔ فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (القرآن 4: 59) "اے ایمان والو اللہ اور رسول ﷺ اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحب امر ہو اور اگر کسی معاملے میں تمہارے درمیان جھگڑا ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔"

اسلام جائز تنقید کا حق دیتا ہے جیسے کہ قرآن اولیٰ میں لوگ خلیفہ الرسول ﷺ کے دربار میں کھڑے ہو کر کسی بھی معاملے میں تنقید کرتے تھے اور خلفائے راشدین بھی دلیل کے سامنے آجانے کے بعد لیت ولعل اور ہٹ دھرمی سے کام نہ لیتے تھے بلکہ اپنی بات واپس کرتے ہوئے حق بات کی طرف رجوع کرتے تھے۔

ناپسندیدہ امور:

نافرمانی والے امور سے مراد ان حرکات وافعال کا ارتقاب ہے جو مذہب اور معاشرتی اقدار روایات کے منافی ہوں اور اسلام نے انہیں ناپسندیدہ قرار دیا ہو۔ ضابطہ اخلاق کے تحت صحافیوں کو ایسے امور کی اشاعت میں فرامین نبوی ﷺ کو مد نظر رکھنا. چاہیے۔ ڈاکٹر ایاز محمد لکھتے ہیں کہ: "قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ہمیں ایسے احکامات ملتے ہیں جن میں تلقین کی گئی ہے کہ جرم کارنامہ بنا کر پیش کرنے سے اعتراز کیا جائے۔ اس کے بجائے قرآن پاک کے انداز بیان سے ہمیں یہ سبق حاصل

جلتی پر آگ چھڑکنے والا مواد:

مروجہ ضابطہ اخلاق کے تحت لڑائی جھگڑے، نفرت وکدورت، خوف وانتشار اور گالم گلوچ کی حوصلہ افزائی پر مبنی تحریر اور مواد کی اشاعت سے گریز کرنا چاہیے۔ ایسے مواد کی اشاعت سے معاشرے میں دنگا فساد، بے چینی، اضطراب، خوف وہراس پیدا ہوتا ہے اور افراد معاشرہ معمولی معمولی باتوں کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اور یوں فتنہ وفساد کی لہریں نہ ختم ہونے والے سیلاب کی صورت میں پھیل جاتی ہیں۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (القرآن 2: 191) "فتنہ قتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔"

رسول کریم ﷺ پر نازل شدہ تعلیمات میں فتنہ کو قتل سے بھی زیادہ گھناؤنا جرم قرار دیتا ہے جبکہ قتل اتنا عظیم گناہ ہے کہ شرک کے بعد سب سے زیادہ بڑا جرم قتل ہے۔ اس دنیا کی زندگی میں خدا اور بندے کے تعلق کی بہت بنیادی حیثیت ہے۔ بندے اور خدا کے تعلق کو تفہیم القرآن میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ: "خدا اور بندے کے تعلق اور انسانوں کے باہم تعلق کو کاٹنے یا بگاڑنے کا لازمی نتیجہ فساد اور جو اس فساد کو برپا کرتا ہے وہی فاسق ہے" (مودودی، جلد اول، 1998، ص151)

اسی بات کا اشارہ صلاح الدین یوسف کرتے ہیں کہ فتنہ سے مراد خدا اور بندے کے تعلق میں بگاڑ ہے اور دراصل یہ ہی فتنہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ "فتنہ سے مراد کفر وشرک اور یہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے" (یوسف، 2008، ص77)

گویا صحافت جو ایک مقدس ادارہ ہے اسلام کی نشر واشاعت اور اس کے دفاع کا تو اسے خصوصی طور غور وفکر کرنا چاہیے کہ وہ کہیں ایسے فتنہ کا سبب تو نہیں بن رہے جو کہ قتل وغارت سے بھی سنگین جرم ہے۔ یعنی شرک وگمراہی اور شرکیہ امور کی طرف لوگوں کو راغب کرنے والا مواد کی اشاعت کے سلسلہ میں کردار کس درجہ پر ہے اور اس فتنہ کے

ہے۔ یہ طریقہ اسلامی ضابطہ اخلاق کے منافی ہے۔ ہر ایک کی عزت نفس ہے۔اصول وہی ہے کہ ایسے امور کو ہم خبر کا حصہ اس وقت بناسکتے ہیں جب مقصد عبرت دلانا مقصود ہو محض رغبت کا دلانا اور صحافت کو چمانا مطلوب نہ ہو۔

اشتہارات:

تعارف وتصورات ، منصوبوں کی تشہیر اور مصنوعات وخدمات کو روشناس کرانے کے طریقہ کار کو اشتہار کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ اشتہارات میڈیا کی مالی پوزیشن مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی کمزوری بھی بن گئے ہیں۔اشتہارات کے حصول کیلئے میڈیا کو ان کے بارے میں بعض اوقات نرم گوشتہ بھی رکھنا پڑتا ہے۔ چینلز اشتہارات فراہم کرنے والوں کے پروگرام کا حصہ بن کر انکی زبان بولتے اور ان کی پالیسی پر چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اسلامی ضابطہ اخلاق میں اشتہارات کیلئے اصول و قوانین مہیا کئے گئے ہیں۔کسی بھی اشتہار کو شامل کرتے ہوئے معلوم کرلینا چاہیے کہ

1۔ کوئی غلط / حرام اشیاء کی تشہیر تو نہیں کی جارہی۔
2۔ گناہ پر ابھارنے والا اشتہار نہ ہو۔
3۔ معاشرے میں انار کی پھیلنے کا سبب نہ بنے۔
4۔ دوسروں کے ساتھ تعاون پر مبنی ہو۔
5۔ اچھائی کیلئے سفارش ہو۔

یعنی اشتہارات متعلقہ اداروں کی ایسی سفارش ہیں جو دل نشین انداز میں میڈیا کے ذریعے کرواتے ہیں۔ کسی بھی قسم کی سفارش کیلئے اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنۡ لَّهٗ نَصِیۡبٌ مِّنۡهَا ۚ وَمَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنۡ لَّهٗ كِفۡلٌ مِّنۡهَا (القرآن 4: 85) "جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے صلہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے صلہ پائے گا۔" اسی طرح وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ (القرآن 5: 02)"نیکی اور پرہیزگاری کے معاملات میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے معاملات میں تعاون نہ کرو۔"

ہوتا ہے کہ جرائم کی رپورٹنگ اس انداز سے کی جائے کہ اس سے قارئین رغبت کی بجائے عبرت حاصل کریں اور ان کے قلوب واذہان میں جرم سے محبت کے جذبات کی جگہ نفرت کے میلانات پرورش پائیں"(ایاز محمد، 2002، ص83)

عصر حاضر میں صحافی کا بنیادی اور اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنا قلم اور زبان اچھائی اور بھلائی کے فروغ اور شر وفساد کے تدارک کیلئے استعمال کرے ، اپنی زبان کو اصلاح کے نقطہ نظر سے کھولے۔ اپنی جدوجہد کا مرکز جرائم کی بیخ کنی کیلئے وقف کرتے ہوئے دنیا اور آخرت کی سرخروئی حاصل کرے اور جو اس کے برعکس اپنی صلاحیتوں کو استعمال میں لائے ان کیلئے قرآن کریم اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ (القرآن 24: 19) "جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں برائی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔"

نافرمانی کے امور اور جرائم کی واردات لوگوں میں خوف وہراس اور سنسنی پیدا کردیتی تھی مگر آج صورتحال تبدیل ہوچکی ہے۔ ڈاکٹر ایاز محمد لکھتے ہیں ہ: "لوگوں کے اذہان میں جرائم کی خبروں سے اس قدر مانوسیت ہوچکی ہے کہ اب یہ خبریں ان کیلئے کی حیثیت نہیں رکھتیں" (ایاز محمد ، 2002،ص 84) "اگر تمہیں شیطان کی طرف سے اکساہٹ محسوس ہو تو اللہ کریم کی پناہ مانگ لیا کرو۔"

آج کل الیکٹرانک میڈیا فحش خبریں نشر کرتے ہوئے احتیاط سے کام نہیں لیتا ہے۔ خبر کی دلچسپی بڑھانے اور ناظرین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے او رریٹنگ بڑھانے کیلئے ملوث افراد کو خوب اچھالا جاتا ہے کہ معاملہ واپس باعزت گھر کا نہیں رہتا۔ میڈیا کی وجہ سے پورے پورے خاندان کی عزت داؤ پر لگادینا کہاں کا اصول ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔ "ولقد کرمنا بنی آدم "(القرآن 17: 70) "ہم نے اولاد آدم کو عزت وتکریم دی۔"

لیکن ہم نے محض اپنے چینل کی ریٹنگ بڑھانے کیلئے فرد سے خاندان تک کی عزت ووقار کو فحش تصاویر سے مزین کرتے ہوئے اچھال کر رکھ دیا۔ دور حاضر میں نافرمانی والے امور کی تشہیر بہت زیادہ کی جارہی

اخبارات میں اشتہارات کے شائع کروانے کا باقاعدہ فن ہے۔ اشتہارات کو پرکشش بناناہی بنیادی عمل ہے۔ جتنا زیادہ پرکشش ہو گا اسی قدر قاری اور ناظرین کو مصنوعات کی خرید پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اشتہارات کو پرکشش اوردیدہ زیب بنانے کیلئے انسان کی کمزوریوں خواہشات اور محرکات کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے پرکشش ماحول، دل کو بہلانے والے جملے، خواتین کو آرائش کرکے اشتہارات کا حصہ بنانا۔ کم محنت اور زیادہ فائدے کالالچ ، ہر طرح کے میدان میں کامیابی ، تجسس کامادہ جیسے محرکات کو مطلوبہ مقاصد کے ساتھ شامل اشتہار کیا جاتاہے۔(اسرار احمد، س ن، ص37)

نتیجہ البحث

صحافت ایک مقدس پیشہ ہے۔ انبیاء کی زمہ داریوں سے ملتا جلتا ہے۔ صحافت کا مقصود لوگوں کو فایدہ پہچانا اور خیر خواہی ہوتا ہے۔ یہ ایلکٹرانک میڈیا سے قبل تک کافی حد تک سلجھا ہوا دیکھائی دیتا ہے مگر سے الیکٹرانک میڈیا آیا دن دگنی رات چگنی یہ نہ صرف فطرت کے اصولوں سے دو ہوتا جارہا ہے بلکہ اسلامی ممالک نے بھی اس کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے دینی تعلیمات کے برعکس اس کے زاویوں کو ترتیب دیتے جارہے ہیں۔ ہمیں ہر صورت قرآنی اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ابلاغی تصور کو اجاگر کرنا ہوگا تاکہ اس کے افراد اور معاشروں پر مثبت اثرات مرتب ہوسکیں۔ اسلامی اصولوں پر چلنے والا برقی ابلاغ اسلامی کلچر کے فروغ کے ساتھ ساتھ مثبت اور خیر خواہانہ فضا کو پروان چڑھائے گا جس سے منفی سرگرمیاں دم توڑ جائیں گی اور منفی سرگرمیوں کے خاتمے سے پاکیزہ معاشرے وجود میں آئیں گے۔

Reference

Al Quran.

Al-Būkhārī, Muḥammad bin Isma'īl Al-Būkhārī, Al-Jām'i Al-Saheh,, Cairo: Dār al-Shab, 1407.

Ayyaz Ahmed, Dr, *Sahafti Zabita e Akhlaq aur Quran e Hakeem ki Taleemat*, Lahore: Nigarishat 2002.

Aziz Ahmad, Prof, *Jadeed Sahafat,* Lahore: New Book Palace, Urdu Bazar, 1995.

Al Hindi, Ibn e Hassam, *Kanzul Aamal*, Karachi: Darul Ashaat, Urdu Bazar, n.p

Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā, *Jami' Al-Tirmidhi*, Beirut: Dar Al Gharb Al Islami, 1998.

Al-Mubārakpūrī, Safi ur Rehman, *Al-Raheeq ul Makhtoom*, Lahore: Maktaba tul Salfia, 3rd Edition.

Israr Ahmed, Dr, *Qaid e Azam aur Iqbal ka Nazria e Pakistan*, Lahore: Anjman e Khuddam ul Quran.

Niazi, Liaqat, *Islam ka Qanoon e Sahafat,* Lahore: Books Talk, Chamber Road, 1995.

Malik, Awan, Akhter Abbas, Editor *Monthli Khawateen Magzine*, Lahore: Dec. 1999.

Mehndi Hassan, *Jadeed Iblagh e aam*, Islamabad: Muqtadra e Qoumi Zuban, 1993.

Moudoodi, Abu Aala, *Tafheem ul Quran*, Lahore: Tarjaman ul Quran, 1998.

Yusuf, Salahudin, *Al-Quran & Translation,* Riyadh: Abdul Aziz Jalawi Street, 2008.